Al-Qawārīr - Vol: 05, Issue: 03,
April – June 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

معروف مسلم خواتین کی رفاہی خدمات اور حقوق: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تاریخی و تقابلی جائزہ

Historical and Comparative Study of the Welfare Services and Rights of Prominent Muslim Women: In the Light of Islamic Teachings

Muhammad Abdur Rehman Khan
M Phil Scholar, Institute of Islamic studies, University of the Punjab, Lahore

Version of Record
Received: 10-April-24 **Accepted**: 16-May-24
Online/Print: 25- Jun -2024

ABSTRACT

This study offers a historical and comparative analysis of the welfare services and rights afforded to prominent Muslim women, framed within Islamic teachings. The research is organized into three main sections: 1. Public Welfare: This section defines the concept of public welfare, its terminology, and its importance from an Islamic perspective. It delves into the definitions of public and social welfare, emphasizing their significance within the Islamic framework. 2. Necessity and Importance of Public Welfare: This section underscores the need and significance of public welfare, drawing on Quranic verses and Prophetic traditions. It addresses various aspects, including the provision of food, clothing, and support for the needy, orphans, widows, and travelers. It also examines the role of technical and vocational training, the importance of charity, and the contributions of Prophet Muhammad (PBUH) to welfare work. 3.Rights of Women in Muslim Society: This section explores the rights of women in a Muslim society as outlined in the Quran. It analyzes the criteria for their dignity and status, providing a comprehensive view of women's rights in historical and contemporary contexts. This study aims to illuminate the contributions of Muslim women to welfare and offer a nuanced understanding of Islamic perspectives on women's rights, bridging historical and modern contexts.

Keywords: *Islamic Ethics, Prophet's Era, Hadith Literature, Early Muslim Women, Gender-Inclusive Perspectives*

CC BY

تعارف موضوع

یہ مطالعہ معروف مسلم خواتین کی رفاہی خدمات اور ان کے حقوق کا تاریخی اور تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے، جسے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحلیل کیا گیا ہے۔ مقالہ تین مبحث پر مشتمل ہے: **مبحث اول** میں رفاہ عامہ کی اصطلاحی تعریف، رفاہی کام کی وضاحت، اور اسلامی نقطہ نظر سے سماجی بہبود کی تعریف پر توجہ دی گئی ہے۔ **مبحث دوم** میں رفاہ عامہ کی ضرورت اور اہمیت کو قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے، جیسے کھانا کھلانے، لباس کا بندوبست، یتیموں اور بیواؤں کی مدد، اور ٹیکنیکل و ووکیشنل ٹریننگ کی اہمیت۔ **مبحث سوم** میں مسلم معاشرے میں خواتین کو حاصل حقوق پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور قرآن کریم میں انسان کے مقام و مرتبے اور فضیلت کے معیار کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ یہ تحقیق اسلامی تعلیمات کے مطابق خواتین کی رفاہی خدمات اور حقوق کی تفہیم میں مددگار ثابت ہوگی۔

مبحث اول: رفاہ عامہ کی تفہیم

اُردو کی معروف ڈکشنری فرہنگ آصفیہ میں سید احمد دہلوی کے مطابق "رفاہ" اور "رفاہ عام" کے لغوی معنٰی کچھ اس طرح بیان ہوا ہے:

> "رفاہ۔ع۔اسم مؤنث۔ تن آسانی۔راحت۔چین۔وہ کام جس سے لوگوں کو آرام ملے، نیکی ، بھلائی، بہتری، بہبودی، راحت۔[1]

رفاہ عام۔یا خلائق۔ع۔اسم مؤنث۔بہبودی عام۔عام لوگوں کی بھلائی۔سب کے آرام کا کام۔خلائق کے فائدہ کا کام" حسنُ الغات (جامع) فارسی و اُردو میں یوں بیان ہوا ہے۔۔۔ "رفاہ (ع) تن آسانی۔آرام۔عیش۔فراخی۔آسودگی کے معنی لیا گیا ہے۔۔رِفاہ عام (ف) ایسے کام جن سے مخلوقِ خُدا کا بھلا ہو"[2]. القاموس الجدید (اردو، عربی) میں رفاہ اور رفاہ عام کے معنی بیان کیے گئے ہیں

> **"رفاہ :رَفَاهِيَّة،نَفع،صَالِح،مَصلَحَة،خَيُر،رفاهِ عام:الصَّالح والنَفع والخيرُ العامُّ والعميمُ،الاعمالُ الخيريةُ،المصلحةُ العامةُ۔** [3]

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق "رفاہ" مُراد فلاح، بھلائی، خیر ہے جبکہ فلاح عام یعنی (social service) لیا گیا ہے جس سے مُراد عام میں انسانی فلاح و بہبود کے کام جو معاشرے کے لئے سرکاری طور پر مہیا کی جانے والی خدمات خصوصاً تعلیم، صحت، اور سکونت کے انتظامات کئے جائیں۔[4]

درجہ بالا تمام کاموں کو سماجی فلاح و بہبود کے کام یعنی (social work) اور ان کاموں کی انجام دہی کرنے والے آدمی کو "social worker" سماجی کارکن" کہا جاتا ہے۔

رفاہ عامہ کی اصطلاحی تعریف

کسی شخص کی ذاتی ضرورت کے وقت اُس کا کام کر دینا یا معاشرے کی اجتماعی ضرورتوں اور سہولتوں کو فراہم کرنے کی کوشش کرنا ،چاہے معاشرے کو ان ضرورتوں اور سہولتوں کے شعور کو عام کرنے کے لئے معلوماتی تحریریں فراہم کی جائیں،ان سب کا نام رفاہی کام ہے جسے خدمت خلق بھی کہا جاتا ہے۔یعنی اصطلاحی معنی میں اس سے مراد بغیر کسی لالچ و دنیاوی منفعت انسان کی فلاح و بہبود،اس کی بہتری اور بھلائی کے لیے جو کام کئے جائیں اُنھیں سوشیالوجی کی زبان میں "social work کہا جاتا ہے۔[5]

رفاہ عامہ،سوشل ورک،خدمت خلق یہ تمام کام اسی دائرہ کار میں آتے ہیں۔

رفاہی کام کی تعریف

1۔" سماجی بہبود ایک طریقہ کار یا خدمت بہم پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے جو فرد کی شخصیت اور اس کے ذاتی وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی انفرادی و اجتماعی سطح پر مدد کرتا ہے۔اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ ایک شخص ایک کار آمد شہری بن کر اپنے کنبے،جماعت،ملک و قوم اور انسانیت کی خدمت میں اپنی صلاحیت کو بروکار لائے۔اس تعریف پر تمام ماہرین سماجی بہبود متفق ہیں۔"[6]

2۔فرائیڈ لینڈر(Fried Lander) کے مطابق:

فرائیڈ لینڈر والٹر(1984-1891) ایک امریکی ماہر سماجی بہبود اور ایجوکیٹر تھے ۔سماجی بہبود سے مراد سماجی خدمات اور اداروں کا وہ منظم نظام ہے جس کا مقصد افراد اور گروہوں کی مدد کرنا ہے،تاکہ وہ ایک بہتر اور صحت مند زندگی گزار سکیں اور ساتھ ہی ذاتی و سماجی تعلقات ایسے خوشگوار ہو جائیں جو ان کی صلاحیت بڑھانے اور ان کے خاندان اور جماعت کی ترقی کے ضامن ثابت ہو۔[7]

3۔(کسیڈےCassidy) :

ہیری مورس کسیڈے(1951-1900) کینیڈین ماہر تعلیم،سوشل ریفارمر،سرکاری ملازم اور ایک سیاستدان تھے۔

سماجی خدمات وہ منظم تدابیر ہیں جن کے ذریعے انسانی زندگی کو بچانا،بہتر بنانا اور ترقی دینا ہے۔[8]

اسلامی نقطہ نظر سے رفاہ عامہ اور سماجی بہبود کی تعریف

"سماجی خدمات سے مُراد حقداروں کے حقوق اور حاجت مندوں کی ضروریات انفرادی اور اجتماعی سطح پر پوری کرنا" اس تعریف کی رُو سے اسلامی معاشرے میں مالداروں اور امیروں پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے مال میں معاشرے کے محروم طبقات کو شامل کریں اور ان کی ضروریات کو پورا کریں یہ اُن کا فرض ہے نا کہ احسان۔ ان تمام لوگوں نے جو مقاصد لکھے ہیں وہ محدود اور تھوڑے ہیں لیکن اسلام نے مقاصد کی بڑی فہرست دی ہے وہ انتہائی جامع اور موضوع ہے۔ جس کی رو سے ہر انسان جسے اللہ تعالی نے مال واسباب مہیا کیا ہے وہ معاشرے میں موجود محروم طبقات کی آگے بڑھ کر مدد کرے اور ان کی ضروریات کو اس مال میں سے جسے اللہ تعالی نے اسے دیا ہے خرچ کرے اس شخص کے لئے دنیا میں بھی اجر ہے اور آخرت میں بھی اس کے اجر وثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے بارے میں آنے والے باب میں تفصیل موجود ہے۔ بطور اسلامی معاشرہ ہمارے اوپر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ محروم افراد کی دیکھ بھال کے لئے انفرادی اور اجتماعی طور پر کوششیں کریں تاکہ معاشرہ میں استحقام اور امن ہو۔ جس معاشرہ میں محروم افراد کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے وہاں بہت سے معاشرتی اور سماجی مسائل جنم لیتے ہیں۔ ہر فرد جس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں، کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اردگرد ایسے لوگوں کی تلاش کرے جو کسی بھی قسم کی مدد یار ہنمائی چاہتے ہوں اور آپ اُن کی اس مشکل میں مدد کر سکتے ہوں۔ اسلام کا بنیادی فلسفہ حیات بھی یہی ہے کہ جن کو اللہ نے نعمتیں دیں ہیں ان کی بھی آزمائش ہو رہی ہے اور جن کو اللہ نے ان سے محروم رکھا ہے وہ بھی ایک امتحان کا حصہ ہیں کمیاب شخص وہ ہے جو اللہ تعالی کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرے اور حاجت مند کی حاجت پوری کرے جس طرح اللہ نے اسکی حاجت پوری کی۔ محروم شخص کے مقابل جس کو مال واسباب عطا ہوا ہے اس مال کے بارے میں حساب کتاب ہو گا کہ کمایا کیسے، حلال یا حرام؟ اور خرچ کہاں کیا، نیک کاموں میں یا بدی کے کاموں میں ان تمام باتوں کے حوالے سے اہل ایمان کو بتا دیا گیا ہے۔ قرآن مجید اور سنتِ رسول ﷺ میں اس کے بارے میں بڑی واضح ہدایات موجود ہیں۔

خلاصہ

پہلی مبحث میں رفاہ عامہ کے لغوی معنٰی اور اصطلاحی تعریف کو بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے رفاہ عامہ کی تعریف کی گئی ہے۔ اُس کے ساتھ ساتھ مختلف ماہرین تعلیم کی رفاہ عامہ کی تعریفیں بھی اس فصل کا حصہ ہیں۔

مبحث دوم: رفاہ عامہ کی ضرورت واہمیت

اسلام میں رفاہ عامہ کو عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ غریب اور مجبور لوگوں کی فلاح وبہبود کے لیے تگ ودو کرنا اسلامی تعلیمات کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اپنے قول وفعل سے خدمت خلق اور انسانی ہمدردی کی ضرورت واہمیت پر زور دیا ہے اور انھیں تعلیمات کو آپ کے اصحاب علیہم السلام نے نا صرف اپنایا بلکہ آپ کی تعلیمات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا، جس کے نتیجے میں معاشرہ مجسمہ رحمت وایثار بن کر سامنے آیا۔

حضور اکرم ﷺ نماز، روزہ، حج، اور زکوٰۃ کی عبادات کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دوسرے انسانوں کی بھلائی وہمدردی اور اُن کے ساتھ خیر خواہی کی بھی بھرپور تلقین فرماتے تھے۔ حضور علیہ السلام کی بعثت کی خبر جب حضرت ابوزر غفاری رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے اپنے بھائی کو حضورؐ کے احوال کی تحقیق کے لیے مکہ مکرمہ بھیجا۔ پس آپ کے بھائی جب خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی باتوں کو سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ واپسی پر جب وہ آپ کے پاس پہنچے تو اُنھیں اِن الفاظ میں بیان کیا:

" لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسوَةٌ حَسَنَةٌ"[9]

ترجمہ: (یقیناً آپ ﷺ کی زندگی میں تمھارے لئے بہترین نمونہ ہے)

اسلام نے ساڑھے چودہ سو سال قبل رفاہ عامہ اور سماجی بہبود کی منظم اور مربوط انداز میں بنیاد رکھی، اس کے مقاصد واضح کیے، اس کے لئے قانون سازی کی، اس کو نافذ کیا وہ کتاب اللہ کی زندہ وجاوید آیات میں موجود ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے رفاہ عامہ اور سماجی کاموں کی جو اجمالی تفصیل بیان کی ہے اس کی گہرائی سے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں یہ ایک نمایاں اور اپنے میدان میں ایک ہمہ جہت اور ہمہ گیر موضوع ہے، جسے قرآن نے بہت ہی احسن طریقے سے بیان کیا ہے۔

قرآن مجید نے اپنے آغازِ نزول سے ہی بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت، اور آخرت کو واضح طور پر بیان کرنے کے بعد دو باتوں پر خاص زور دیا ہے۔ ایک یہ کہ انسان کا اللہ تعالی سے تعلق مضبوط و مستحکم ہو، وہ صرف اسی کی عبادت کرے اور اس کے سوا کسی کے سامنے اپنا سر نہ جھکائے۔ دوم یہ کہ وہ انسانوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے، حق داروں کے حقوق پہچانے اور انھیں ادا کرے، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے، قرابت داروں، ہمسایوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور حاجت مندوں کی جو ضرورتیں پوری کر سکتا ہے وہ پوری کرے اور باقی کے لیے ان سے اپنی بے بسی بتا کر ہمدردی ودلجوئی کا انداز اختیار کرے یا کسی اور کے پاس ان کو لے جائے اور ان کی حاجت روائی کرائے، بہر حال جو شخص بھی اس کی خدمت کا مستحق ہو اور جس کی خدمت کرنا اس کی بس میں ہو وہ اس کی خدمت سے محروم نہ رہے۔ وہ طاقتور ہے تو کمزور پر دست درازی نہ کرے بلکہ ان کو

سہارا دے اور ان کی تقویت کا ذریعہ بنے، لوگوں کی جان، مال، عزت و آبرو کی اپنی جان، مال اور عزت و آبرو کی طرح حفاظت کرے، کسی کے ساتھ دھوکہ اور فریب کا معاملہ نہ کرے۔"

سورہ الاسرء کے تیسرے رکوع میں فرمایا گیا ہے:۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّه وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا[10]

(اور رشتہ دار، اور مساکین، مسافروں کو ان کا حق دے دو اور بے جا (اسراف) خرچ نہ کرو)۔

وَ مَا خَلَقْتُ الجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِم [11]

ارشاد ربانی ہے: (اور میں نے جنات اور انسانوں کو پیدا ہی اس غرض سے کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں)۔

امام رازی نے کہا ہے کہ ساری عبادتوں کا خلاصہ صرف دو چیزیں ہیں۔ ایک امر الٰہی کی تعظیم دوسری خلق خدا پر شفقت۔ دوسرے لفظوں میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام۔ تفسیر کبیر میں ہے، "وہ عبادت کیا ہے جس کے لئے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا گیا تو ہم کہیں گے کہ یہ امر الٰہی کی تعظیم اور خلق خدا پر شفقت کا نام ہے۔ کیونکہ یہ دو چیزیں ایسی ہیں جن سے کوئی شریعت خالی نہیں رہی۔

لیسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْہَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ الْکِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَ السَّآئِلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَہْدِہِمْ اِذَا عٰہَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُتَّقُوْنَ [12]

نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اور اللہ کی محبت میں (اپنا) مال قرابت داروں پر اور یتیموں پر اور محتاجوں پر اور مسافروں پر اور مانگنے والوں پر اور (غلاموں کی) گردنوں (کو آزاد کرانے) میں خرچ کرے، اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور جب کوئی وعدہ کریں تو اپنا وعدہ پورا کرنے والے ہوں، اور سختی (تنگدستی) میں اور مصیبت (بیماری) میں اور جنگ کی شدّت (جہاد) کے وقت صبر کرنے والے ہوں، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔"

سورہ البلد میں ارشاد ہے:

أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ۝ فَلاَ اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَآ أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَومٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ۝ يَتِيماً ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ أَوْ مِسْكِينًا

ذَا مَتْرَبَةٍ۝ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ أَمَنُوا وَ تَوَاصَوْابِالصَّبْرِوَتَوَاصَوْابِالْمَرْحَمَةِ۝أُوْلٰئِكَ أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ۝وَالَّذِين كَفَرُوْا بِأَ يٰاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ۝عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّوْصَدَةٌ۝[13]

ترجمہ: (کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیے اور اس کو (حق و باطل) کی دونوں راہیں نہیں دکھائیں، لیکن اس نے گھاٹی عبور نہیں کی۔ تم جانتے ہو وہ گھاٹی کیا ہے؟ گردن کا چھڑانا (غلام کا آزاد کرنا) یا فقر و فاقہ کے دن قرابت دار یتیم کو بد حال مسکین کو کھانا کھلانا، پھر وہ ان لوگوں میں شامل ہو، جو ایمان لائے، جنھوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی (انسانوں کے ساتھ) رحمت اور شفقت کے سلوک کرنے کی تلقین کی۔ یہی لوگ ہیں جو قیامت کے دن اللہ کے دائیں جانب ہوں گے اور جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا وہ بائیں جانب والے ہیں۔ ان پر چاروں طرف سے آگ بند ہو گی)۔

درجہ بالا آیات کریمہ میں اللہ تعالی نے ان احسانات کا تذکرہ کیا ہے جن کی وضاحت درجہ ذیل ہے:

آنکھ، ناک، کان اور دل و دماغ اللہ کی نعمتیں

ان آیات میں اللہ تعالی نے آنکھ، کان، ناک اور دل و دماغ کا ذکر کیا ہے جس کا مقصد اس بات کا احساس دلانا ہے کہ ان بے نظیر قوتوں کو اس لیے عطا کیا گیا ہے تاکہ تمھیں اس کے ذریعے تمھیں معلوم ہو سکے کہ معاشرہ میں موجود بے سہارا اور بے بس، مظلوموں اور مصیبت زدہ انسانوں کی حالت کا تمھیں معلوم ہو سکے، آنکھ اس لیے دی تاکہ تم اسے دیکھ سکو۔ اور کانوں سے ان کی آہ و بکاہ، آہ و زاری، ان کی فریاد اور آواز کو سُن سکو۔ اپنی زبان کھول کر ان سے تسلی کے دو بول کیوں نہیں بولتا، ان کی ضرورتوں اور مظالم و مسائل کو مناسب جگہ پر پہنچاتا اور اللہ کے دیئے ہوئے دل و دماغ، عقل و حکمت اور دانش و دانائی سے ان کی خدمت کے منصوبے کیوں نہیں بناتا؟ اللہ نے ان افراد میں سے تین لوگوں کی مثال دے کر سمجھایا کہ یہ ہیں کرنے کے کام غلاموں کو آزاد کرنا، یتیموں اور مسکینوں کی مدد کرنا، کسی غلام کو آزاد کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور ایک انسان کی زندگی بنا دینا ہے، اسی طرح بھوکوں کو کھانا کھلانا بہت ثوب ہے اور کسی کو کھانا کھلانا بھی ثواب سے خالی نہیں، مگر بعض کو کھلانا بہت ثواب بن جاتا ہے۔[14]

کھانا کھلانے سے متعلق آیات کریمہ

فَكُلُوْمِنْهَا وَ أَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيرَ۝[15]

(خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی دو)

فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَ أَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْ نَهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۝[16]

(اور جب (قربانی کے بعد) ان کی پیٹھیں زمین پر ٹک جائیں تو ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو قناعت کیے بیٹھے ہیں اور ان کو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں، ان جانوروں کو ہم نے اس طرح تمھارے لیے مسخر کیا ہے تاکہ تم شکر گزار رہو)۔

سورۃ الدھر میں ارشاد ہوا ہے۔

و يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَيَتِيماً وَأَسِيرًا۝إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَآءً وَلاَ شُكُوْرًا ۝اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيْرًا۝ فَوَقَاهُمُ اللهُ شَرَّذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَ سُرُوْرًا۝[17]

"اور اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمھیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے جو سخت مصیبت کا انتہائی طویل دن ہو گا۔ پس اللہ تعالیٰ انھیں اس دن کے شر سے بچالے گا اور انھیں تازگی اور سرور بخشے گا"۔

کھانا کھلانے کی ترغیب سے متعلق آیات کریمہ

اِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللهِ الْعَظِيمِ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ۝[18]

(یہ نہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان لاتا تھا اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا)

أَرَ ءَ يْتَ الَّذِى يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۝فَذَ لِكَ الَّذِى يَدُعُّ الْيَتِيمَ۝وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ۝[19]

(تم نے دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی جزا و سزا کا جھٹلاتا ہے وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے پر نہیں اکساتا)

كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِمَ۝وَلَا تَحٰضُّونَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلاً لَّمًّا۝وَ تُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا۝[20]

(ہرگز نہیں، بلکہ تم یتیم سے عزت کا سلوک نہیں کرتے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اکساتے، اور میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو، اور مال کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو)

غرباء کے لیے لباس کا بندوبست کرنا

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا۝[21]

(اور وہ اپنے مال جنھیں اللہ نے تمھارے لیے قیام زندگی کا ذریعہ بنایا ہے نادان لوگوں کے حوالہ نہ کرو، البتہ اُنھیں کھانے اور پینے کے لئے دو اور انھیں نیک ہدایت کرو)

قسم توڑنے کے کفارے میں دس مسکینوں کو لباس پہنانا ایک جزء ہے۔ ارشاد ہے:

فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ۝[22]

(ایسی قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو یا انھیں کپڑا پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو)

یتیم کے ساتھ اچھا سلوک:

ان کے ہر معاملے میں دوسرے طبقات سے بڑھ کر حسن سلوک کا برتاؤ ہونا چاہئے۔ قرآن مجید نے یتیم پر رحمت اور حسن سلوک کا ذکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حکم کے بعد، اور والدین اور اور قریبی رشتہ داروں کے بعد تیسرے نمبر پر ہوا ہے۔

وَ إِذْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِیْ اِسْرَآئِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللهَ وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَ ذِی الْقُرْبٰی وَلْيَتَا مٰی وَلْمَسَاكِينِ وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَءَاتُو الزَّكٰوةَ ثُمَّا تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَ أَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ۝[23]

یتیم کے مال کی اصلاح کرنا:

یتیم کے مال کی حفاظت، بہتری اور اصلاح کرنا چاہئے۔ ان کے رشتہ داروں، عزیزوں اور ان کے مال کی نگرانی کرنے والوں کو چاہئے کہ ان کے سرمائے کو ضائع نہ ہونے دیں۔

فِی الدُّنْيَا وَالْاٰ خِرَةِ ۗ وَ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامٰی ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِن تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوشَآءَاللهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللهَ عَزِيْزٌحَكِيمٌ۝[24]

(تمہارا غور و فکر) دنیا اور آخرت (دونوں کے معاملات) میں (رہے)، اور آپ سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، فرما دیں: ان (کے معاملات) کا سنوارنا بہتر ہے، اور اگر انہیں (نفقہ و کاروبار میں) اپنے ساتھ ملا لو تو وہ بھی تمہارے بھائی ہیں، اور اللہ خرابی کرنے والے کو بھلائی کرنے والے سے جدا پہچانتا ہے، اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا، بیشک اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے)

محتاج و مسکین اور یتیموں کے کھانے کا بندوبست کرنا

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَ يَتِيمًاوَ أَسِيرًا۝[25]

(اور (اپنا) کھانا اللہ کی محبت میں (خود اس کی طلب و حاجت ہونے کے باوجود ایثار) محتاج کو اور یتیم کو قیدی کو کھلا دیتے ہیں)

بیواؤں اور بے سہارا خواتین کی فلاح کا حکم

اسلام میں بیواؤں کے حقوق اور ان سے حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے اور ان کے شوہر کے مرنے کے بعد اس کے مالی حقوق کا تحفظ کیا ہے اور اس کے پاس جو مال اسباب موجود ہے اس کا تحفظ بھی کیا ہے اس سلسلے میں ارشاد الٰہی ہے:

وَلَا تَعْضُلُو هُنَّ لِتَذْ هَبُوا بِبَعْضِ مَآء اتَيْتُمُو هُنَّ ----[26]

(اور اگر تمھارے لیے یہ بات جائز ہے کہ انھیں تنگ کر کے ان کا وہ مال ہتھیانے کی کوشش کرو جو تم انھیں دے چکو ہو)

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور رفاہی کام (احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بنی نوع انسان اور تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ آپ ﷺ نا صرف انسانوں کے لئے رحمت تھے بلکہ حیوانات و جمادات اور نباتات پر بھی آپ کی رحمت تھی۔ نبی رحمت ﷺ کی شفقت و محبت کا یہ عالم تھا ساری ساری رات آپ اپنی امت کے حق میں دعائیں کرتے تھے اور ان لوگوں کے لئے بھی دعا فرماتے جو آپ کو ایذاء پہنچاتے۔ رحمت کا یہ عالم ہے کہ ایک صحابی نے جب چڑیا کے گھونسلے سے اس کے بچے نکالے تو اُس چڑیا کی چیخ و پکار رسول اکرم ﷺ کے کانوں تک پہنچی تو آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور اس صحابی کو فوراً اس چڑیا کے بچوں کو اس کے گھُونسلے میں رکھنے کا حکم دیا۔ یہی تربیت تھی کہ صحابیات اور آپ کی ازواجِ مطہرات نے اسوہ نبی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے شفقت و مہربانی اور فلاح انسانی کی ایسی مثالیں چھوڑی جو آنے والے زمانے اور لوگوں کے لئے باعثِ تقلید اور باعثِ نجات ہیں۔ صحابیات اور ان کے رفاہ سے متعلق واقعات کا تذکرہ آنے والے ابواب میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس موقع پر رسول اکرم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں فلاح عامہ اور رفاہ عامہ کی اہمیت بیان کرتے ہیں۔

ا۔ تمام مخلوق برابر

يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أُنثَىٰ وَ جَعَلْنَكُمْ شُعُوباً وَ قَبآئِلَ لِتَعَارَفُوا ط إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللهِ أَتْقَاكُمْ ط اِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝[27]

۲۔ مخلوق خدا کا کنبہ

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْد رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَال قَال رَسُوْلُ الله ﷺ اَلْخَلقُ كُلْهُمْ عَيَّالُ الله فَاحِبُ الْخلقَ إلى الله مِنْ اَحْسَنُ إلى عيالهٗ[28]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام مخلوق اللہ کا عیال (کُنبہ) ہے سو ان میں سے اللہ کو سب سے زیادہ پیارا وہ شخص ہے جو اس کے عیال کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں اور اللہ رب العزت ہمارا خالق، اللہ ہمارا مالک ہے اور تمام انسان اس کی مملوک یعنی اس کے طابع ہیں وہ کسی ماننے والے اور نا ماننے والے میں تفریق نہیں کرتا سب کو دُنیا میں اس نے ایک مقررہ وقت تک معاش اور روزی روٹی کا بندوبست کر دیا ہے تمام کی تمام مخلوق اس کی عیال کی مانند ہے سیرت نبوی ﷺ سے اس بات کی مزید وضاحت ملتی ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کرنے کا حکم فرمایا ہے بلکہ اس کی ترغیب دی ہے اور اسے بڑی نیکی قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر رسول ﷺ کا ایک یہودی لڑکے کی عیادت کرنا ،ایک یہودی کے جنازے کے احترام میں کھڑے ہو جانا، ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے پر جنت کی بشارت دینا، ایک بلی کو بھوکی پیاسی رکھنے پر جہنم کی وعید دینا، چڑیا کے کھونسلے سے بچوں کے نکالنے پر صحابی سے ناراضگی کا اظہار کرنا اور اسے واپس رکھنے کا حکم دینا، یہ تمام واقعات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے نا صرف وہ خوش ہوتا ہے بلکہ وہ اس کے لئے باعث اجر بھی ہے۔

۳۔ مخلوقِ خُدا کی مدد:

ابنِ عمر رضی اللہ عنھما روایت کرتے ہیں:

قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللہ ﷺ اِنَّ للہ عَزَّوَجَلَّ خَلَقًا خَلَقَهُمْ لحوائجِ النَّاس ِ يفزعُ إليهم الناس فى حوائجِهم ، أُولئك الآ مِنُونَ مِنْ عذابِ اللهِ تعالىٰ۔[29]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق ایسی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے پیدا کیا ہے، لوگ اپنی ضروریات کے وقت ان کے پاس گھبرا کر آتے ہیں (اور یہ لوگوں کی ضروریات پوری کرتے ہیں) یہ لوگ (قیامت کے دن) اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

۴۔ کھانا کھلانے کی فضیلت

عَنْ عبداللہ بن عمر و رضى الله عنهما أَنَّ رَجُلًا سَأَلَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ[30]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: "کون سا اسلام (اسلام کی کون سی خصلت) بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: "تمھارا کھانا کھلانا اور سلام کرنا جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے۔"

غرباء و مساکین کو کھانا کھلانا اسلام میں ایک مہتم بالشان نیکی قرار دیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں جنتی لوگوں کے ذکر میں ہے ((وَیُطْعِمون الطَّعام عَلیٰ حُبِّه مِسْكينا وِ يتيما وَ اسيرا)) (الدھر:۸) (نیک بندے وہ ہیں جو اللہ کی محبت کے لیے مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں)۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بنی نوع انسان میں بھوک و تنگ دستی کا اتنا مقابلہ کیا جائے کہ کوئی بھی انسان بھوک کا شکار نہ ہو سکے اور سلامتی و امن کو اتنا وسیع کیا جائے کہ بدامنی کا ایک معمولی سا خدشہ بھی باقی نہ رہ جائے۔ اسلام کا یہ مشن خلفائے راشدین کے زمانہ خیر میں پورا ہوا اور اب بھی جب اللہ کو منظور ہو گا یہ مشن پورا ہو گا۔ تاہم جزوی طور پر ہر مسلمان کے مذہبی فرائض میں سے ہے کہ بھوکوں کی خبر لے اور بدامنی کے خلاف ہر وقت جہاد کرتا رہے۔ یہی اسلام کی حقیقی غرض و غایت ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا کتنا بڑا عمل ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے اس عمل کو بہتر اسلام قرار دیا ہے۔

۵۔ پانی پلانے کی فضیلت

پانی پلانے کی فضیلت نبی آخر زماں ﷺ نے چودہ سو سال قبل بیان فرما دی تھی جس پر عمل کرتے ہوئے مسلمان حکمرانوں خصوصاً خلفائے راشدین علیہم السّلام نے مختلف نہریں نکالیں اور لوگوں تک صاف پانی پہنچایا۔ پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور بہترین صدقہ جاریہ ہے، پانی کے بغیر انسانی زندگی کا تصور ممکن نہیں۔ اسی حوالے سے سُنن ابی داؤد میں روایت ہے۔
"سعد بن عبادہ انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آکر عرض کیا: کون سا صدقہ آپ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پانی کا صدقہ"[31]

پانی کے صدقہ سے کیا مراد ہے؟

حدیث مبارکہ کی روشنی میں پانی کے صدقہ سے مراد پانی کا نلکا لگوانا، کنواں کھودوانا، مُسافروں، اور دیگر ضرورت مندوں کے لئے پانی کی سبیلیں لگانا، نہریں کھودنا وغیرہ شامل ہیں۔ ایک اور حدیث مبارکہ ہے جس کے راوی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ "انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ؛ ام سعد (میری ماں) انتقال کر گئی ہیں تو کون سا صدقہ افضل ہو گا؟ آپ ﷺ

نے فرمایا: "پانی" چناچہ راوی کہتے ہیں کہ سعد نے اُم سعد کے نام سے ایک کنواں کھودوایا اور کہا کہ یہ ام سعد (یعنی اس کا ثواب ان کی والدہ کے نام) ہے۔[32]

پانی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے وہاں میٹھے پانی کی بڑی قلت تھی، بئر رومہ کے علاوہ کوئی کنواں نہ تھا جس سے میٹھا پانی حاصل کیا جاتا، اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بئر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لئے عام کردے اس کو جنت میں اس سے بہتر ملے گا۔ جب یہ بات حضرت عثمانؓ کو پہنچی تو انہوں 35 ہزار درہم میں اس کو خرید لیا، پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا مجھے بھی وہی ملے گا جو آپ نے اس شخص کے لئے فرمایا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، عثمانؓ نے عرض کیا: میں نے اس کو مسلمانوں کے لئے عام کردیا۔

مُسافروں کے راحت کا ساماں کرنا

مسافروں کے آرام اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا جب وہ حالت سفر میں ہو اس حوالے سے خاص تاکید قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں کی گئی ہے مسافروں کی دیکھ بھال کے حوالے سے آنحضرت ﷺ کے دور میں ہی یہ عمل شروع ہو گیا تھا کہ آپ کے حکم کے مطابق مسافروں کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ آپکے بعد خلفائے راشدین اور پھر بعد میں آنے والے حکمرانوں نے اس پر عمل کیا اور قاروان سرائے / مہمان سرائے (وہ جگہ جہاں پر مسافر دوران سفر آرام اور کھانے پینے کے لیے رُکتے تھے) کی تعمیرات کراوائی۔ مسافر کا اکرام اور اس کی مہمان نوازی پر آپ ﷺ نے بہت زور دیا ہے کیونکہ مسافر دیار غیر میں اپنوں سے دور ہوتا ہے سفر میں ہوتا ہے تو وہ اپنے اہل و عیال اور اپنے وطن سے دور ہوتا ہے، اس کی کوئی جان پہچان والا نہیں ہوتا، اس کے دکھ کا کوئی محرم نہیں ہوتا، اگر وہ روئے تو کوئی اس کا ایسا اپنا نہیں ہوتا جو اس کے آنسوؤں کو پونچھے، اگر وہ کسی بات پہ غمزدہ و پریشان ہے تو وہاں اسے دِلاسہ دینے والا کوئی نہیں ہوتا - اس لیے رب ذوالجلال نے راستہ بتایا کہ یہ مخلوق، یہ زمین جو تمہارے لئے کشادہ کردی گئی ہے اس میں تم ایک دوسرے کے ساتھ احسان کا معاملہ اس حد تک کرو کہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو، کسی سے تمہاری قرابت ہو یا نہ ہو، کسی سے تمہاری محبت ہو یا نہ ہو، اگر کوئی مسافر سفر کو اختیار کئے ہوئے تمہیں مل جاتا ہے تو اس مسافر کو میرا مہمان سمجھ کر اس کے ساتھ محبت اختیار کرو اور احسان کا معاملہ فرماؤ۔ اس لیے جو مسافر ہوتا ہے اہل راز، صوفیاء، نرم دل والے درد مند لوگ اس کو خدائی مہمان کہتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اپنے مہمان سے بڑھ کر مسافر کی خدمت کرنا زیادہ اجر کا عمل ہے - کیونکہ وہ خدا کے توکل پر سفر کر رہا ہوتا ہے اور خدائی مہمان بن کر زمین کے اوپر چل رہا ہوتا ہے۔

مسافر کی دُعا کی فضیلت

عَنْ ابی ہریرۃ رضي الله عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله صلى الله عليه وسلم: " ثَلَاثُ دعَواتٍ مُستَجاباتٍ: دعوةُ المظلومِ، ودَعوةُ المُسَافِرِ، ودَعوةُ الوالِدِ عَلَى ولدِهِ"۔[33]

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا" تین افراد کی دعاؤں میں کوئی شک نہیں 1۔مظلوم کی دعا 2۔ مسافر کی دعا 3۔ والدہ کی اپنے بیٹے کی دعا"۔

مساکین کی مدد

حضور اکرم (ﷺ) کی حیاتِ طیبہ غریبوں اور مسکینوں کے لیے سراپا رحمت اور لطف وعطا ہے۔ مساکین کو تکلیف میں دیکھ کر آپ (ﷺ) ان کے رنج و غم کا مداوا فرماتے- آپ (ﷺ) نے مساکین کی تکالیف کے ازالے کو معاشرتی فرض قرار دیا۔ صحابہ کرام کو معاشرتی بھلائی کے کاموں کی ترجیح فرماتے ہوئے آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا ہے۔

عن ابي هريرة ، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالمِسْكِينِ كَالمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ الله ۔ وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَكَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ"[34]

"حضرت ابی ہریرہ سے اور انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرما:"بیوہ اور مسکین کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے"

ٹیکنیکل اور ووکیشنل ٹرینگ کروانا

جو زندگی کے ہر شعبہ میں کامل رہنمائی کرتا ہے - آقا پاک (ﷺ) نے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کو انتہائی ناپسند فرمایا ہے "حقیر سے حقیر پیشہ اپنانا کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے" اسلام نے درس دیا ہے کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسکی مزدوری دی جائے - اگر معاشرے میں کوئی ایسا شخص ہے جو کسی قسم کا ہنر سیکھ کر روزگار حاصل کرنا چاہتا ہے یا کوئی شخص کوئی ہنر جانتا ہے لیکن اس میں پختہ نہیں ہے اور پوری طرح کام نہیں کر سکتا تو ایسے شخص کو ہنر سکھانا یا ہنر میں قابل بنانا اس کی رہنمائی کرنا اور کام سلیقے سے کرنے کے لائق بنانا نیکی کا کام اور صدقہ جاریہ ہے - جیسا کہ حضرت ابو ذر غفاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت کردہ حدیث رہنمائی کرتی ہے۔

حضرت ابو ذرغِفاری (رضی اللہ عنہ) نے آپ (ﷺ) سے دریافت کیا کہ سب سے برتر اور افضل عمل کون سا ہے ؟ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا "اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا"۔ میں نے دریافت کیا کہ کس قسم کا غلام آزاد کرنا زیادہ فضیلت کا کام ہے ؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا وہ جس کی قیمت زیادہ ہو میں نے عرض کیا کہ اگر میں استطاعت نہ ہونے کی

وجہ سے ایسا نہ کر سکو؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا اس شخص کی مدد کرو جو (غربت کی وجہ سے) ضائع ہو رہا ہو جو شخص اپنا کام نہ کر سکے میں نے عرض کی اگر یہ بھی نہ کر سکوں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا لوگوں کو اپنے شر سے بچاؤ یہ بھی ایک صدقہ ہے جو تو اپنے وجود پر کر رہا ہے۔

بیواؤں کی امداد

آپ (ﷺ) نے بیواؤں کی بھلائی اور خیر خواہی کی تعلیم دی ہے- قبل از ظہورِ اسلام جب عورت بیوہ ہو جاتی تو مرنے والے کے رشتے دار اسے مالِ وراثت تصور کرتے ہوئے قابض ہو جاتے اور پھر اسکی بقیہ زندگی کسی کنیز سے بہتر نہ ہوتی۔ مرحوم کے عزیز و اقارب اسے نہ صرف وراثت سے محروم کر دیتے بلکہ اسکا جینا بھی محال کر دیتے۔ ہوس بھری نگاہوں کے نشتر ہمیشہ اس (بیوہ) کے تعاقب میں رہتے-اسلام نے بیوہ کو احسن طریقے سے زندگی گزارے کے حقوق سے ہمکنار کیا اور معاشرے میں اسکی عزت و تکریم کا اہتمام کیا- اہل عرب بیواؤں سے نکاح کو پسند نہ کرتے جس سے وہ معاشی اور سماجی عدم تحفظ کا شکار رہتیں- آپ (ﷺ) نے خود بیوہ خواتین سے نکاح فرما کر اس رسمِ بد کا خاتمہ کیا۔

آپ (ﷺ) نے بیوہ عورتوں کو معاشرے میں باعزت مقام عطا فرمایا اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی فضیلت کو یوں بیان فرمایا:

> عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَكَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ[35]
>
> (انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے اور انھوں نے حضرت محمد ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "بیوہ اور مسکین کے لیے امدادی کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی مانند جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھے اور راتوں کو قیام کر)

خلاصہ

مبحث دوم میں رفاہ عامہ کے شرعی نقطہ نظر کو بیان کیا گیا ہے اور قرآن وسُنت سے اُس کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔ مزید قرآن وسُنت کی روشنی میں رفاہی کاموں کی ضرورت و اہمیت کی وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مبحث سوم: مُسلم معاشرے میں حاصل خواتین کو آزادی

اسلام عورت کی آزادی کا تصور دیتا ہے ایسی آزادی نہیں جیسی یورپ (مغرب) میں ہے بلکہ ایسی آزادی جو اللہ کے احکام اور نبی مکرم ﷺ کی تعلیمات کے اندر رہتے ہوئے ہو، اس دائرہ کے اندر رہتے ہوئے عورت پر کسی قسم کی پابندی نہیں۔ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے ضرورت کے لحاظ سے ستر پوشی کے ساتھ عورت گھر سے باہر نکل سکتی، نوکری یا کاروبار کر سکتی ہے اس کا

مقصد اُس کی عزت وعفت کی حفاظت کرنا ہے تاکہ معاشرے کو انتشار اور خلفشار سے محفوظ رکھا جاسکے اور معاشرہ جرائم اور حادثات کی آمجگاہ نہ بنے۔ عورت کے حجاب کے حوالے سے مستشرقین اکثر و بیشتر سوال اٹھاتے رہتے ہیں ان کا مقصد مسلم سماج میں بداخلاقی اور جنسی بے راہ روی کا فروغ ہے ایسے لوگ شیطان کے دوست اور زمین پر فساد فی الارض پھیلانے میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔

اسلامی معاشرہ عورت کو اس کے جائز مقام اور اس کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے جس سے معاشرہ ترقی کرتا ہے۔ قرآن کریم کے احکامات اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو جتنی آزادی اسلام نے عورت کو دی ہے اس کا مقابلہ کرہ ارض پر کوئی مذہب، معاشرہ اور ملک نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ کس طرح سے تین بڑے مذاہب میں عورت کی تصویر کشی کی گئی ہے جس کے ماننے والے تقریباً دنیا کی نصف سے زائد آبادی پر مشتمل ہے۔ اسلام کی آمد سے قبل عرب کا معاشرہ عورت کو اس کا جائز مقام اور مرتبہ دینے سے قاصر تھا، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، عورت کو ایک جنسی حوص کے پورا کرنے کا ذریعہ سمجھنا اور نیک اور شریف عورتوں سے نکاح کی بجائے بازاری اور قماش خواتین کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرنا تھا۔

اسلام کی آمد کے ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور آپ کے کردار کی مضبوطی سے عرب معاشرہ اس قدر متاثر ہوا کہ اپنے آپ کو تبدیل کرے بنا نہ رہ پایا اور آپؐ کی تیئیس سال کی محنت اور قربانیاں تھی جس نے جزیرۃ العرب میں انقلاب برپا کر دیا۔ آپ ﷺ کی قیادت میں آپ کے اصحاب نے جس طرح سے تکالیف برداشت کی، اس کے ساتھ ساتھ آپکی ازواج اور صحابیات بھی آپ کے شانہ بشانہ تھیں۔ جوں جوں قرآن مجید کی تعلیمات نازل ہوتی گئی عرب معاشرہ عورت کی عزت نفس اور تکریم کا باعث بنا، جہاں بیٹیوں کو بوجھ سمجھا جاتا تھا وہاں انھیں وقار اور احترام اور باعث رحمت تصور کیا جانے لگا۔ عورت کو بحیثیت ماں، بہن، بیٹی، بہو کے مان اور سمان سمجھا جانے لگا۔

ازواج مطہرات اور صحابیات خواتین کی رول ماڈل تھی اور ان سے مسائل کا علم حاصل کرتی تھی، سیدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا جو آپ ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ تھی جب آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ کی زبان پر زملونی زملونی کے الفاظ تھے تو آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ کو کمبل اوڑھا اور آپ کو تسلی دی۔ حضرت خدیجہ کی وفات کا آپ کو اس قدر دکھ ہوا اس لئے اس سال کو "عام الحزن" یعنی غم کا سال کہا گیا۔ اسی سال آپ کے چچا حضرت ابو طالب کا بھی انتقال ہوا تھا۔

قرآن کریم میں انسان کا مقام و مرتبہ

اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اسے اس کائنات کی سب سے افضل مخلوق کے طور پر اس زمین پر اتارا، اور بہترین اوصاف اور بہترین خلقت کے ساتھ پیدا کیا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

لَقَدْ خَلَقْ الْأنسَان فِی أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿﴾[36]

یقیناہم نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّوَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰاهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍمِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلاً ﴿﴾[37]

ترجمہ: اور بلاشبہ یقیناہم نے بنی آدم کو عزت دی ہے اور انھیں بر و بحر میں سواریاں دیں، اور انھیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا اور انھیں اپنی مخلوقات پر بڑی فضیلت دی، جنھیں ہم نے پیدا کیا۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں مرد اور عورت دونوں احسن تقویم ہیں اور تقریم و تفضیل میں دونوں کا مقام اور مرتبہ برابر ہے۔ دین اسلام میں کہیں بھی نہیں کہ مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے سوائے کہ عائلی زندگی میں مرد کے اختیارات کچھ زیادہ ہیں اور اس کی بنیاد اس کا باہر کے معاملات میں موزوں تر ہونا ہے نا کہ یہ کہ اس سے کسی ایک کو کمتر یا بہتر ہونا ہو۔

اسلام نے مرد اور عورت میں ذمہ داریوں کا تعین اس بات پر کیا ہے کہ گھر کے معاملات کو عورت کے سپرد کیا ہے جس میں اولاد کی تربیت، مرد کی غیر موجودگی میں اس کے مال اور عزت کی حفاظت، اور شوہر اور بچوں کے کھانے پینے کا خیال شامل ہے ، جبکہ دوسری طرف مرد پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی بچوں کی ضرویات کا خیال رکھے اور بچوں کی تعلیم و تربیت اور کھانے پینے کے حوالے سے جو اخراجات آئیں ان کو رزق حلال کماتے ہوئے پورا کرے وغیرہ شامل ہیں۔ مرد کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ باہر کے معاملات کو چلائے۔ اس حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد ہوا: الرجال قوامون علی النساء۔ یعنی مردوں کو عورتوں پر قوام بنایا گیا ہے اور قوام کا معنی ہیں حاکم، سربراہ، اور چیف کے ہیں۔ جس کا مقصد خاندان کی ضروریات اور دیگر ضرویات کی دیکھ بھال کرنا ہے۔

فضیلت کا معیار قرآن مجید کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت اور مرتبے کا معیار تقویٰ ہے نا کہ جنس، خاندان، عہدہ، یا قوم۔ ارشاد الٰہی ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿﴾[38]

ترجمہ: اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک جان (آدم اور حوا) سے پیدا کیا ہے اور تمھیں قومیں اور قبائل میں تقسیم کیا ہے تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقوے والا ہے، بے شک اللہ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اعمال کی قبولیت اور اجر و ثواب کا قاعدہ یوں بیان کیا

" فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ[39]

ترجمہ: ان کے رب نے ان کی دعا قبول کرلی کہ بے شک میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا، مرد ہو یا عورت، تمھارا بعض بعض سے ہے۔ (تم ایک ہی جنس کا حصہ ہو)

اسلام میں جو حقوق عورت کو حاصل ہیں درحقیت کسی اور مذہب کی عورت اس کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔ اسلام نے عورت کو ذلت اور غلامی کی زندگی سے آزادی دلائی اور اسے مرد کے برابر مقام و مرتبے میں لا کھڑا کیا، جو استحصال اس صنفِ نازک کا اسلام سے قبل کیا جاتا تھا اس کو آپؐ کی بعثت کے ساتھ ہی ختم کر دیا گیا اور احترام، مساوات، محبت اور الفت اس کی ذات سے وابستہ ہو گیا۔ حضور ﷺ کی تعلیمات کی بدولت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کو وہ حقوق حاصل ہوئے جن کا تصور اکیسویں صدی کی مغربی عورت کر ہی نہیں سکتی۔ اسلام میں عورت کو جو حقوق حاصل ہیں چند کا تذکرہ درجہ ذیل ہے:

۱۔ حق زندگی　　۲۔ وراثت کا حق　　۳۔ شادی میں مرضی کا حق　　۴۔ عدت گزارنے کے بعد شادی کا حق

۵۔ طلاق کا حق　　۶۔ تعلیم کا حق　　۷۔ روزگار کا حق وغیرہ

۱۔ حقِ زندگی

اسلام سے قبل بچیوں کو زندہ در گور کیا جاتا تھا اور ان کی پیدائش پر ناخوشی کا اظہار ہوتا تھا، اسلام نے ان تمام جاہلیت کے دستوروں کو زمیں بوس کر دیا، اور بیٹیوں کو عزت اور وقار اور اللہ کی رحمت قرار دیا۔

وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۝ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ۝ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝[40]

ترجمہ: اور غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی، بیشک انہیں قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اولاد اور خصوصا بچیوں کی اچھی تربیت پر جنت کی بشارت ہے۔۔

"-من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامة انا وهو. وضم اصابعه[41]."

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : جس نے دو بچیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی، تو میں اور وہ روز قیامت اس طرح آئیں گے۔ "پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربت کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی انگلیوں کو ملایا۔

۲۔وراثت کا حق

لِّلرِّجَالِ نَصيِبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴿﴾[42]

"مردوں کے لئے اس (مال) میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کے لئے (بھی) ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے ترکہ میں سے حصہ ہے۔ وہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ (اللہ کا) مقرر کردہ حصہ ہے۔

اسلام نے بطور بہن عورت کا وراثت کا حق بیان کرتے ہوئے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا گیا:

وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلاَلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُواْ أَكْثَرَ مِن ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ.[43]

"اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کی وراثت تقسیم کی جارہی ہو جس کے نہ ماں باپ ہوں نہ کوئی اولاد اور اس کا (ماں کی طرف سے) ایک بھائی یا ایک بہن ہو (یعنی اخیافی بھائی یا بہن) تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے، پھر اگر وہ بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے (یہ تقسیم بھی) اس وصیت کے بعد (ہو گی) جو (وارثوں کو) نقصان پہنچائے بغیر کی گئی ہو یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد۔

۳۔عدت کے بعد شادی کا حق

اسلام کی آمد کے ساتھ ہی جاہلیت کی تمام رسموں نے دم توڑنا شروع کر دیا اور جو ہندوؤں میں ستی کی رسم تھی اس کا بھی خاتمہ ہوا اور عورت کو طلاق یا شوہر کی وفات کے بعد عدت کے ایام گزارنے کے بعد آزادی حاصل ہے کہ وہ جس سے نکاح کرنا چاہے کر سکتی ہے۔

۴۔طلاق کا حق

فَإِن طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّى تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِن طَلَّقَهَا فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يَتَرَاجَعَا إِن ظَنَّا أَن يُقِيمَا حُدُودَ اللّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴿﴾[44]

پھر اگر اس نے (تیسری مرتبہ) طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ اس کے لئے حلال نہ ہو گی یہاں تک کہ وہ کسی اور شوہر کے ساتھ نکاح کرلے، پھر اگر وہ (دوسرا شوہر) بھی طلاق دے دے تو اب ان دونوں (یعنی پہلے شوہر اور اس عورت) پر کوئی گناہ نہ ہو گا اگر وہ (دوبارہ رشتہ زوجیت میں) پلٹ جائیں بشرطیکہ دونوں یہ خیال کریں کہ (اب) وہ حدودِ الٰہی قائم رکھ سکیں گے، یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدود ہیں جنہیں وہ علم والوں کے لئے بیان فرماتا ہے۔

۵۔ تعلیم کا حق

نبی اکرم ﷺ نے خواتین کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے باقاعدہ ایک دن مقرر کر رکھا تھا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ، فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ" مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلاَثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَاباً مِنَ النَّارِ، فَقَالَتْ: اِمْرَأَةٌ وَاثْنَتَيْنِ، فَقَالَ: وَاثْنَتَيْنِ[45]

وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ)آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ اٹھانے میں (مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، اس لیے آپ اپنی طرف سے ہمارے)وعظ کے (لیے)بھی (کوئی دن خاص فرما دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا۔ اس دن عورتوں سے آپ نے ملاقات کی اور انہیں وعظ فرمایا اور)مناسب (احکام سنائے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا اس میں یہ بات بھی تھی کہ جو کوئی عورت تم میں سے)اپنے (تین)لڑکے (آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لیے دوزخ سے پناہ بن جائیں گے۔ اس پر ایک عورت نے کہا، اگر دو)بچے بھیج دے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور دو)کا بھی یہ حکم ہے۔

۶۔ روزگار کا حق

عورت کو اس بات کی شریعت نے اجازت دی ہے کہ وہ باپردہ اور محفوظ رہتے ہوئے ملازمت کر سکتی ہیں اس کا مقصد اس کی عزت اور آبرو کا تحفظ ہے نا کہ اس پر کوقید یا پابندی لگانا۔ ملازمت کرنے کی تین شرائط ہیں۔

۱۔ مرد ملازمین کے ماتحت نہ ہو ۲۔ خواتین کا علیحدہ سے شعبہ ہو ۳۔ مردوں کو عورتوں تک رسائی نہ ہو

دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں عورتوں کی نہ صرف عزت وآبرو کی حفاظت ہوتی ہے اور وہ بطور فرد کے معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اپنا حصہ ڈالتی ہیں۔ جسکے نتیجے میں معاشرے سے جنسی اور نفسیاتی ہجان کا بھی خاتمہ ہوتا ہے اور معاشرہ پاکی اور نفسانی پاکیزگی کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ آج سے چودہ سو سال قبل محمد ﷺ نے امت کی ماؤں، بیٹیوں، بہنوں، بیوؤں کے حقوق وفرائض کا تعین کر دیا تھا جو قیامت تک کی آنے والی عورت کی عزت و عصمت، وقار اور اس کی حفاظت کی ضمانت ہے ۔اقوامِ متحدہ نے کو حقوق اکیسویں صدی میں عورت کو دیئے وہ اسلام نے چودہ سو سال قبل ہی دے دیئے تھے۔ ضرورت اس اَمر کی ہے کہ جو حقوق اسلام نے عورت کو دیئے ہیں اس کے عملی نفاذ کو یقینی بنایا جائے، تاکہ معاشرے میں مرد و خواتین کے لیے یکساں مواقع پیدا ہوں اور وہ ان کو معاشرہ کے محروم طبقات کی بھلائی کے لئے استعمال کر سکیں۔

اس تیسری مبحث میں مسلم خواتین کو اسلام میں حاصل آزادی اور اُن کے حقوق سے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح سے اسلام خواتین کے جان، مال عزت کی حفاظت کرتا ہے اور اُنھیں معاشرہ کی خدمت اور فلاح کرنے میں معاونت کرتا ہے۔

خلاصہ بحث

یہ مطالعہ معروف مسلم خواتین کی رفاہی خدمات اور حقوق کا تاریخی اور تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے، جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جامع تجزیے پر مبنی ہے۔ مقالہ میں تین اہم مبحث شامل ہیں:۔ 1. **رفاہ عامہ:** اس مبحث میں رفاہ عامہ کی اصطلاح، اس کے مقاصد، اور اسلامی نقطہ نظر سے سماجی بہبود کی تعریف پر توجہ دی گئی ہے۔

2. **رفاہ عامہ کی ضرورت واہمیت:** اس مبحث میں قرآن اور حدیث کی روشنی میں رفاہ عامہ کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے، جیسے کہ کھانا کھلانا، لباس کا انتظام، یتیموں اور بیواؤں کی مدد، اور ٹیکنیکل و ووکیشنل ٹریننگ کی اہمیت۔ 3. **مسلم معاشرے میں خواتین کو حاصل حقوق:** اس مبحث میں مسلم معاشرے میں خواتین کے حقوق پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، اور قرآن کی تعلیمات کے مطابق ان کے مقام اور فضیلت کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ یہ تحقیق اسلامی تعلیمات کے تناظر میں خواتین کی رفاہی خدمات اور حقوق کی گہرائی سے تفہیم فراہم کرتی ہے۔ اس مطالعے کے ذریعے، اسلامی سماجی انصاف اور خواتین کے حقوق کے اصولوں کا عملی اطلاق اور ان کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے، جو کہ تاریخی اور موجودہ دور میں خواتین کے خدمات اور مقام کو اجاگر کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] سید احمد دہلوی، **فرہنگ آصفیہ** (لاہور: مشتاق احمد زین نعمان پرنٹر، 2015)، جلد دوم، صفحہ: 244۔

Syed Ahmad Dehlavi, Farhang-e-Āsifiya (Lahore: Mushtaq Ahmad Zain Naumān Printer, 2015), Jild 2, Safah: 244.

[2] **حسن اللغات** (فارسی۔اردو، لاہور: اورینٹل بک سوسائٹی)، صفحہ: 435۔

Ḥasan-ul-Lughāt (Fārsi-Urdu, Lahore: Oriental Book Society), Safah: 435.

[3] مولانا وحید الزماں قاسمی کیرانوی، **القاموس الجدید** (لاہور: ادارہ اسلامیات، پبلشرز)، صفحہ: 392۔

Maulānā Waḥīd al-Zamān Qāsmī Kairanvi, Al-Qāmūs al-Jadīd (Lahore: Idārah Islāmiyāt, Publishers), Safah: 392.

[4] شان الحق حقی، **اوکسفورڈ اردو ڈکشنری** (کراچی: اوکسفورڈ یونیورسٹی، 2011، آٹھواں ایڈیشن)، صفحہ: 1639۔

Shān-ul-Haq Ḥaqī, Oxford Urdu Dictionary (Karāchī: Oxford University, 2011, Āthwān Edition), Safah: 1639.

[5] ام عبد منیب، **اسلام اور رفاہی کام** (ندیم ٹاؤن لاہور: مشربہ علم وحکمت)، صفحہ: 05۔

Umm ʿAbd Munīb, Islām aur Rafāhī Kām (Nadīm Town Lahore: Mashrabah ʿIlm wa Ḥikmat), Safah: 05.

[6] پروفیسر امیر الدین مہر، **اسلام میں رفاہ عامہ کا تصور اور خدمت خلق کا نظام** (لاہور: میٹرو پرنٹرز، 2009)، صفحہ: 54۔

Professor Amīr-ud-Dīn Mehr, Islām mein Rafāh ʿĀmmah kā Tasawwur aur Khidmat-e-Khalq kā Niẓām (Lahore: Metro Printers, 2009), Safah: 54.

[7] Sanjiai Bhatt, definitions of social work in past Hundred years: A Review, "journal of Social Work Education, Research and Action.VOL-5,Number1,Junuary-April,2019 page:10

[8] پروفیسر امیر الدین مہر، **اسلام میں رفاہ عامہ کا تصور اور خدمت خلق کا نظام** (لاہور: میٹرو پرنٹرز، 2009)، صفحہ: 55۔

Professor Amīr-ud-Dīn Mehr, Islām mein Rafāh ʿĀmmah kā Tasawwur aur Khidmat-e-Khalq kā Niẓām (Lahore: Metro Printers, 2009), Safah: 55.

[9] الأحزاب، 33:33۔

Al-Aḥzāb, 33:33.

[10] الإسراء، 17:26۔

Al-Isrāʾ, 17:26.

[11] الذاریات، 51:56۔

Al-Dhāriyāt, 51:56.

[12] البقرہ، 2:177۔

Al-Baqarah, 2:177.

[۲] ۔البلد، 90:8۔

Al-Balad, 90:8.

[14] مفتی شفیع عثمانی، **معارف القرآن** (جلد 8)، صفحہ: 752۔

Mufti Shafiʿ Uthmāni, Maʿārif al-Qurʾān (Jild 8), Safah: 752.

[15] الحج، 22:28۔

Al-Ḥajj, 22:28.

[16] الحج، 22:36۔

Al-Ḥajj, 22:36.

[17] الدھر، 76:8۔

Al-Dahr, 76:8.

[18] الحاقہ، 69:33-34۔

Al-Ḥāqqah, 69:33-34.

[19] الماعون، 107:1-3۔

Al-Māʿūn, 107:1-3.

[20] الفجر، 89:17-20۔

Al-Fajr, 89:17-20.

[21] النساء، 4:5۔

Al-Nisāʾ, 4:5.

[22] المائدہ، 5:89۔

Al-Māʾidah, 5:89.

[23] البقرہ، 2:83۔

Al-Baqarah, 2:83.

[24] البقرہ، 2:220۔

Al-Baqarah, 2:220.

[25] الدھر، 76:8۔

Al-Dahr, 76:8.

[26] النساء، 4:19۔

Al-Nisāʾ, 4:19.

[27] الحجرات، 49:13۔

Al-Ḥujurāt, 49:13.

[28] مشکوۃ المصابیح، **مشکوۃ المصابیح** (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2000)، کتاب آداب، حدیث نمبر: 4998۔

Mishkāt al-Maṣābīḥ, Mishkāt al-Maṣābīḥ (Lahore: Maktabah Islamiyah, 2000), Kitāb Ādāb, Ḥadīth Number: 4998.

[29] للهیثمی، مجمع الزوائد و منبع الفوائد (قاہرہ: مکتبۃ القدسي، 1989)، کتاب البر والصلة، باب فضل قضاء الحوائج، 192/8۔

Lil-Haythamī, Majmaʿ al-Zawāʾid wa Manbaʿ al-Fawāʾid (Cairo: Maktabah al-Qudsi, 1989), Kitāb al-Birr wa al-Ṣilah, Bāb Faḍl Qaḍāʾ al-Ḥawāʾij, 8/192.

[30] صحیح بخاری، صحیح بخاری (بیروت: دارالسلام، 2004)، کتاب الایمان، حدیث: 28۔

Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī (Beirut: Dār al-Salām, 2004), Kitāb al-Īmān, Ḥadīth: 28

[31] سنن ابی داؤد، سنن ابو داؤد (بیروت: المکتبة العصریة، س-ن)، کتاب الزکاة، باب فی فضل سقی الماء، حدیث: 1679۔

Sunan Abī Dāʾūd, Sunan Abū Dāʾūd (Beirut: Al-Maktabah al-ʿAṣriyyah, S-N), Kitāb al-Zakāh, Bāb Fī Faḍl Saqī al-Māʾ, Ḥadīth: 1679.

[32] ابو داؤد، سنن ابو داؤد ، حدیث: 1681۔

Abu Dāʾūd, Sunan Abū Dāʾūd, Ḥadīth: 1681.

[33] سنن ترمذی، سنن ترمذی (بیروت: دارالفکر، 1995)، کتاب الدعوات عن رسولﷺ، باب ما ذکر فی دعوةِ المسافر، حدیث: 3448۔

Sunan Tirmidhī, Sunan Tirmidhī (Beirut: Dār al-Fikr, 1995), Kitāb al-Duʿāʾāt ʿan Rasūl Allāh ﷺ, Bāb Mā Dhukira fī Duʿāʾat al-Musāfir, Ḥadīth: 3448.

[34] صحیح مسلم (نیشاپور: دارالخلافة العلمیه، 1330)، کتاب الزہد والرقائق، باب الاحسان الی الارملة و المسکین و الیتیم، حدیث: 7468۔

Ṣaḥīḥ Muslim (Nishapur: Dār al-Khilāfah al-ʿIlmiyyah, 1330), Kitāb al-Zuhd wa al-Raqāʾiq, Bāb al-Iḥsān ilā al-Armalāh wa al-Miskīn wa al-Yatīm, Ḥadīth: 7468.

[35] صحیح مسلم ، حدیث نمبر: 2982۔

Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth Number: 2982.

[36] التین،95:4۔

at-Tīn, 95:4.

[37] الإسراء،17:70۔

al-Isrāʾ, 17:70.

[38] الحجرات،49:13۔

al-Ḥujurāt, 49:13.

[39] آلِ عمران،3:195۔

Āl ʿImrān, 3:195.

[40]بنی اسرائیل،17:31۔

Banī Isrāʾīl, 17:31.

[41]سلسلۃ الصحیحۃ، حدیث:1563۔

Silsilat al-Ṣaḥīḥah, Ḥadīth: 1563.

[42]سورۃ النساء،4:32۔

al-Nisāʾ, 4:32.

[43]النساء،4:12۔

al-Nisāʾ, 4:12.

[44]البقرہ،2:230۔

al-Baqarah, 2:230.

[45]**محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب العلم، باب هل يجعل للنساء يومه على حدة فى العلم، حدیث نمبر: 101۔**

Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Kitāb al-ʿIlm, Bāb Hal Yujʿal li-l-Nisāʾ Yawmah ʿalā ḥaddah fī al-ʿIlm, Ḥadīth Number: 101.